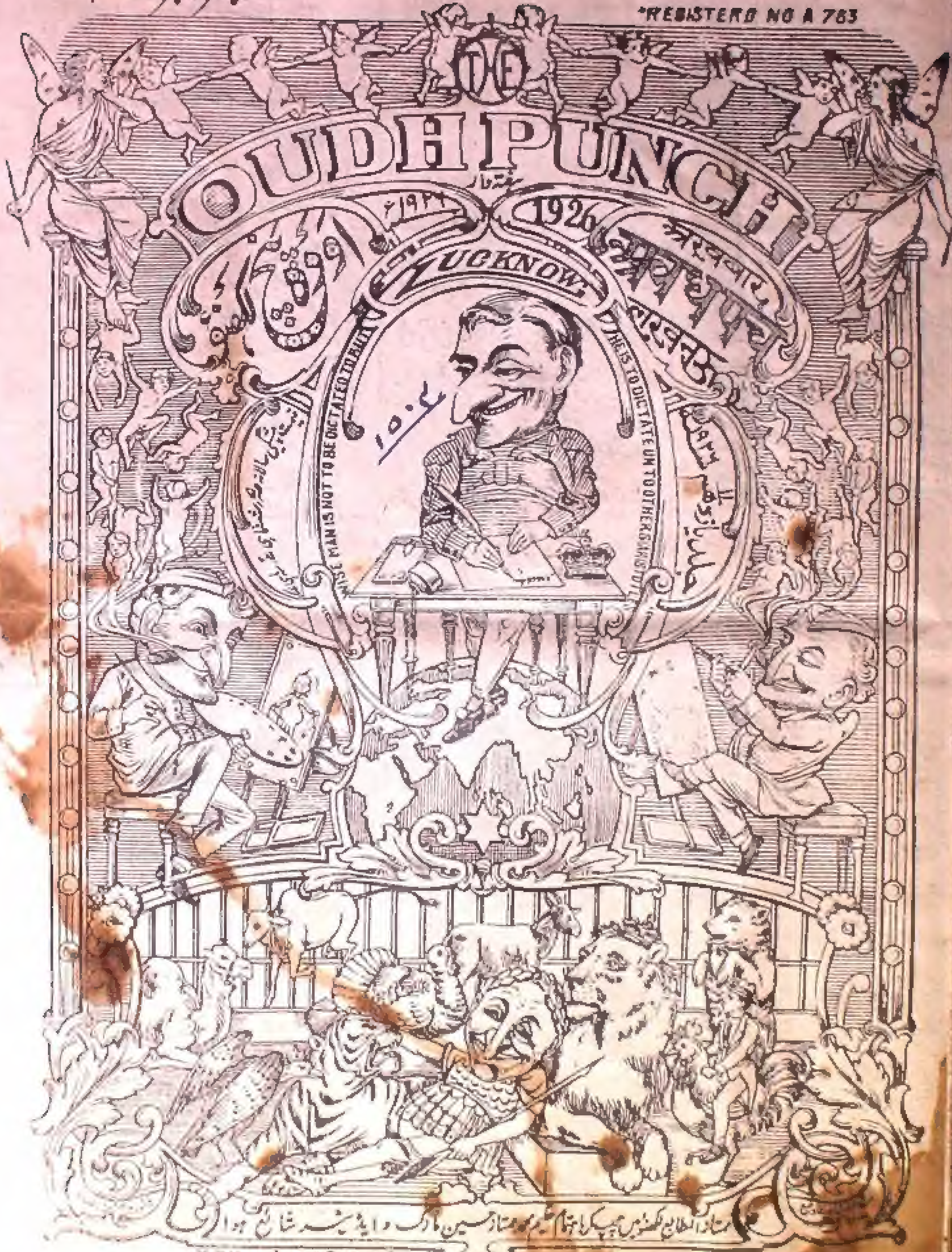
رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERED NO A 783



ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

مع ۲۴ تصاویر

موت کو تو کوئی دور کر نہیں سکتا لیکن امریکہ کے سائنسدانوں نے ضعیفی دور کرنے کی ترکیب نکالی ہے ذیل کی پانچ چار باتین پر عمل کرتے رہئے کچھ اعضا کو حرکت دیتے رہئے پھر قبض کی شکایت اور نہ کبھی دیگر بیماریوں کا اندیشہ رہیگا اعضا کو کس طریقہ پر حرکت دیتے رہیے اسکے واسطے کتاب مین چوبیس تصاویر چھپی ہین کسی اُستاد کے سکھانے کی ضرورت نہین پڑتی یہ کتاب زیادہ تر بیماریوں کیواسطے نہایت مفید ہے جو کہ گھر سے پھرنے ورزش کرنے وغیرہ کا موقع نہ ملنے کی وجہ سے ہضمی بواسیر و دیگر امراض مین مبتلا ہو جاتے ہین ہم نے خود اسکے مطابق ورزش کرکے بہت فائدہ حاصل کیا ہے واقعی اس کتاب کے بموجب عمل کرنے سے بڑھاپا دور ہو سکتا ہے۔ اس کتاب کی صفات دیکھتے ہوئے بھی چندے آپ کے نام اسکی قیمت صرف مبلغ [illegible] رکھی ہے۔

ملنے کا پتہ — سکھ سنچارک کمپنی متھرا

ہندوستان کس لیے مشہور ہے

ہندوستان کی تحریری [illegible] تحقیقات مین تمام دنیا

مین افضل اور یکتا ہین اور انہین تحقیقات کے ذریعہ تمام ممالک ترقی کر رہے ہین ہندوستان کی بی تحقیقات اور جڑی بوٹیوں کی تلاش مین اعلیٰ درجہ [illegible] حاصل ہے [illegible] اور [illegible] جڑی بوٹیون [illegible] گولیان تیار کی ہین۔ گولیان نہایت [illegible] ہین جو دنیا کے کونہ کونہ مین مشہور ہو چکی ہین قیمت [illegible] جو ہر قسم کی [illegible] شکایات [illegible] کی طاقت [illegible] اور [illegible] قوت حافظہ اور تمام اعضا [illegible]

قیمت [illegible] (ویدشاستری جامنگر کاٹھیاواڑ)

(ایجنٹ اندر چند اینڈ کو چوک لکھنؤ)

بحر امید

[illegible] امید اور مایوسی [illegible] کا [illegible] جاتا ہے [illegible] استعمال نہین [illegible] علاج کی [illegible] کتاب [illegible] بحر امید [illegible] شائع [illegible] قیمت [illegible] حاصل کیجئے نہایت سہل [illegible] طلب کیجئے۔

پرنسپل گورنمنٹ رجسٹرڈ اندر [illegible] الشفی [illegible]

فائدہ نہ ہو قیمت واپس

حب تقمانی

ایک گولی کھانے کے ایک ہی گھنٹہ بعد قوت

. . . . اور . . . مین غضب کی ترقی پیدا ہوتی ہے کہ جیسی ہوتی ہے لطف صحبت تو گھنٹوں رہتا ہے مزہ یہ ہے کہ اگر کمزور بھی ہونگے تو کسی طرح کی تکان نہ معلوم ہوگی بلکہ دم بدم . . . مین اضافہ ہوتا رہیگا عجیب ترشی پیدا ہوگی بعد فراغ ایک گولی کھالین تو کمزوری اور تکان رفع ہو کر طبیعت پھر تازہ ہو جائیگی اور پھر دوبارہ قوت پیدا کردیگی ہر مرتبہ پہلی سی قوت ہوگی فی درجن [illegible] تین درجن چار روپیہ۔

منیجر دواخانہ عظمت العلاج لکھنؤ

فائدہ نہ ہو قیمت واپس

روغن تقمانی

یہ روغن نہایت لذیذ ہے ایک ہی قطرہ . . . پر لگا کر . . . وغیرہ وغیرہ

لطف حاصل ہوتا ہے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہین رہتی طلوع خون کرنا [illegible] ہو جاتی ہے زن و شوہر کے تعلقات تو حقیقی معنوں مین عشق کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے زیادتی لطف عاشق و معشوق نشہ شباب مین چور ہو کر تھوڑی دیر کیلیے مست اور بیہوش ہو جاتے ہین اگر آپ نے ابتک استعمال نہین کیا تو گویا دنیا مین آپ نے کچھ دیکھا ہی نہین۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ محصول کوئی دوا حسب تحریر ثابت نہو تو بغیر والسی قیمت کی شرط۔

منیجر دواخانہ عظمت العلاج لکھنؤ

شاعری جزویست از پیغمبری

لکھنؤ کے مشہور نادر الکلام خوشگو شاعر جناب یار ضیا رشید مرحوم کے حالات زندگی مع تصویر کے حصہ رشید مع تخاب رباعی قصیدہ وغزل سلام وغیرہ مولفہ سید آغا شاہ لکھنوی نہایت محنت سے فراہم کئے گئے ہین آپ خاندان میر انیس مرحوم کے ایک جوہر ذوق تھے کتاب سفید کاغذ پر صحیح خط مین نہایت صفائی کے ساتھ چھاپی گئی ہے کتاب حسن کے مختلف نمونے بھی ہین منیجر اودھ پنچ [illegible] ہندوستانی [illegible] گئے ہین قیمت علاوہ محصول . . . . . عہ

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

کیا آپ اپنی تجارت کو ترقی دینا چاہتے ہین

اگر ایسا ہے تو آپکو چاہیے کہ شرقی اور مغربی تجارت کو فروغ دینے والے اپنے طرز مین مشرق کے یکتا ماہواری رسالہ کو جس کا خاص مقصد بین الاقوامی تجارتی تعلقات کو قائم کرنا اور ترقی دینا ہے ضرور خریدیے چندہ صرف (عہ)

جرمنی کی تجارتی ڈائرکٹری

جس مین کہ جرمنی کے مشہور و معروف تاجرون ، سوداگران اور برآمد و درآمد کنندگان کی فہرست جو کہ ہر قسم کی تجارت کرتے ہین۔ بہ تفصیل حروف وار تجارتی سرخیون کے نیچے درج ہے۔ قیمت صرف [illegible]

المشتہر

ایسٹ اینڈ ویسٹ ٹریڈ ڈولپر
راجکوٹ ہندوستان

THE EAST AND WEST TRADE DEVELOPER
RAJKOT, INDIA.

ہر قسم کی کتب اس پتہ سے طلب کیجئے۔ سید قاسم حسین رضوی دفتر اودھ پنچ لکھنؤ۔

جلد ۱۱ نمبر ۱۳

مضامین غیر

پنجشنبہ ۱۴ - اکتوبر ۱۹۲۶ء

کوئی عہدہ نہین ملتا اگر ملتا تو کیا ہوتا

نمبر ۳

ماضی تمنائی کی گردان کے پروفیسر اور انکا دلدار

(بسلسلۂ تاریخ ۱۴ - اکتوبر ۱۹۲۶ء)

پ - اور اگر جناب کلکٹری کے عہدے بھی میری ماتحتی کے اثر مین آگئے تو ہر کلکٹر پر دس بجے عدالت مین پہونچنا اسی طرح فرض ہو جائیگا جس طرح تحصیل کے اجلاس پر ظہر کی نماز فرض ہے کیونکہ کلکٹری کی ذمہ داری اسکی متقاضی ہے کہ وہ صبح سے آخر تک احاطۂ کلکٹری مین موجود رہے - اور تمام باتون پر نگاہ رکھے اور کلکٹری مین کسی اہلکار کو اسکا موقعہ نہ دے کہ وہ اپنے افسر یا حاکم سے قبل کچہری مین بیٹھکر کیمپ جائے - اہلکار کا وقت سے پہلے کچہری مین نازل ہونا اہل معاملہ کیلئے اور شریر لوگون کا اجتماع وقت سے پہلے احاطۂ بنگال مین نو وارد اور ناتجربہ کار لوگون کے لیے وہ مصیبت ہے جس سے مفر کی کوئی صورت ہی نہین -

ح - جی ہان یہہ تو صحیح ہے لیکن تحصیل کے اجلاس پر ظہر کی نماز کا فرض ہونا کچھ مین نہین آیا -

پ - یعنی ہر تحصیلدار خواہ ہندو ہو یا مسلمان سکھ ہو یا پارسی اسکا انتظار کرتا ہے کہ اجلاس ظہر کی نماز سے فارغ ہو جائے تو ہمارا کام شروع ہو اور اس سے پہلے اجلاس مین نہین آتا - اسکے خلاف اگر آپ کوئی مثال پیش کرین تو مین یہہ کہنے کو تیار ہون کہ نماز پڑھنے والون مین بعض کی نماز قضا بھی ہو جاتی ہے -

ح - بالکل بجا فرمایا جناب نے -

پ - ایک بات ہو تو بتاؤن - دفعہ ۴۹۸ مین جو سزا رکھی گئی ہے مین اوس مین بھی ترمیم کرونگا اور وہ ترمیم یہہ ہوگی کہ اوس مین جتنی سزا عورت کے بھگانیوالے کو دی جائے اوس سے دو چند بھاگنے والی عورت کو ملے کیونکہ عورت کی رضامندی کے بغیر اس جرم کا وقوع نہین ہو سکتا - علی ہذا قمار بازونکو جرمانہ کی سزا دینا بھی صرف یہہ معنی رکھتا ہے کہ وہ دس بیس روپیہ آپس مین جو اکھیل کر نہ ہارے عدالت اور اوسکے اہلکارون سے کھیل کر ہار گئے - جو لوگ عموماً دس بیس روپیہ جیتتے ہارتے ہون اون پر اس جرمانے کا کیا اثر ہو سکتا ہے -

ح - درحقیقت اگر غور کیا جائے تو یہہ دونو سزائین جرم کے مقابلے مین نرم ہین -

پ - جرم دفعہ ۴۹۸ کی سزا مین جو رعایت عورت سے برتی جاتی تھی اوسکا موقع تو یون بھی نہین رہیگا کہ جب عورتین اپنے آپکو مردون کے پہلو بہ پہلو آزادی - مساوات - حقوق و اختیارات اور قابلیت کا دعویدار تسلیم کرکے بے پردہ اور کھلے بندون ہو جائینگی تو یہہ فرق امتیاز بھی اٹھ جانا چاہیے - لیکن ابھی تک عورتین اپنی ترقی کی آس مین جس طرح اور بہت سے نقصانات او سوقت تک نہین سمجھ سکین جب تک کہ وہ کنون سے کٹی ہوئی پتنگ کی طرح چھانگڑون مین الجھکر پانی مین گر کر لوٹنے والون کے ہاتھون مین پہونچکر کچھ سے کچھ نہ ہو جائے یہہ بھی نہین سمجھتین کہ دفعہ ۴۹۸ کی رعایت اونکے ہاتھ سے نکل جائیگی -

ح - اور اسی طرح چوری کی سزا بھی نرم ہے -

پ - جی ہان مین نے سب کو نوٹ کر لیا ہے -

ح - مگر صاحب ایک بڑی مصیبت ہے اوسکا علاج کچھ سوچئے -

پ - وہ کیا !

ح - یہہ کہ عورتین تو اب مرد ہو ہی جائینگی اور مردون کی جگہ کام کرینگی - بچے کون پالیگا اور باورچیخانے وغیرہ کا انتظام کون کریگا !

پ - انتظام ہونا کیا معنے ہو بھی چکا - آپ نے کبھی غور نہین کیا - یہہ لاکھون زنخے اور زنانے جو باوجود مرد بننے کے اولاد سے محروم ہین اس خدمت کو اپنی منہ مانگی مراد سمجھینگے اور دوڑ دوڑ کر خود آئینگے - انھین سے زیادہ کیا چاہیے کہ گھر مین دخل بھی ہو اور گود مین بچہ بھی رہے - اور اگر اتفاق سے یا نا اتفاقی سے بی بی صاحبہ میان سے روٹھیں بھی اجائین تو اونکے گالی کوسنون کا انھین کی زبان مین کامیاب مقابلہ کرین -

ح - جب تو زنانے بہت مفید ثابت ہونگے -

پ - بلکہ یون کہیے کہ آزاد عورتین اونکو مفید بنا کر رہینگی کیونکہ عورت تو روٹی پکانے والی ہے مرد باورچی ہو جائیگی -

ح - مگر دودھ پلانیکی خدمت کون انجام دیگا -

پ - بازار کی دوکانین - عورتین بچون کو دودھ نہین پلائینگی تو اونکا دودھ یہان بھی امریکہ کی طرح بکنا شروع ہو جائیگا - اسکے سوا گائے بکری کا دودھ اور دودھ کے ڈبے کیا کم ہین - اور یہہ بھی تھوڑے دنون کی بات ہے اوسکے بعد تو جیسا مین پہلے کہہ چکا ہون یہی مشکل سے معلوم ہوگا کہ یہہ بچہ کسکا ہے اور اسے کون پالے - بچے کی ماں جسکو مجبور کرسکیگی وہ انتظام کریگا - ورنہ جس طرح انڈے کی چوروکا انڈہ والی ہوتا ہے اسی طرح بچون کا ہوگا -

ح - مگر یہہ نقصانات جو اس مسئلے مین ہندوستانی سوچتے ہین یورپ کیون نہین سوچتا ؟

پ - اس لئے کہ جو باتین یورپ والے اس صورت مین روا رکھتے ہین اونکو گوارا کرینگے نہ ہندوستانیونکو انھین کے جیسے ٹھنڈے ملکون مین رہنا چاہیئے - ورنہ وہ ان باتون کو یورپ والون کی طرح ٹھنڈے دل سے نہین دیکھ سکتے - اسکے علاوہ ہندوستانیون سے انگریز جیسے فائدے اٹھائے اور اٹھا رہے ہین انھین سے یہہ اندازہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہندوستان کی عورتین انگریز عورتون کی تقلید سے کتنا فائدہ اٹھائینگی - ایک معمولی مثال سنیئے آپ ہندوستانی عہدہ دارون سے انگریزی عہدہ دارون کی قابلیت اور تندرستی کا مقابلہ کرکے دیکھیے - وقت کی پابندی کا مقابلہ کیجئے - کیرکٹر کی مضبوطی کا معائنہ کیجئے تو آپ پر حقیقت کھل جائیگی اور آپ سمجھ لینگے کہ عورتون کی بے پردگی سے

ہندوستانی غیرت و حمیت کی تباہی [illegible] قریب ہے جیسا انگریزی عمارت کے بنگلوں اور کوٹھیوں میں غسل خانوں سے پاخانہ۔

ح۔ غسل خانے اور پاخانے تو اکثر ہندوستانی عمارتوں میں بھی ایک دوسرے سے ملا کر بنائے جاتے ہیں۔

پ۔ آپ نے شاید غور نہیں کیا ہندوستانی عمارت کے غسل خانہ اور پاخانہ کے درمیان ایک مکمل دیوار حد فاصل ہوتی ہے اور انگریزی غسل خانے اور پاخانے زیادہ تر ایک ہی کمرے میں ہوتے ہیں جن کے درمیان صرف ایک کپڑے کی [illegible] اونچائی اور چوڑائی حد فاصل ہوتی ہے۔ ایک طرف ٹب [illegible] لوٹے وغیرہ نظر آتے ہیں اور دوسری طرف کموڈ اور پیشاب کرنیکا برتن رکھا ہوتا ہے۔ بھنگی اور بہشتی دونوں ایک ہی دروازے سے آتے جاتے ہیں۔

ح۔ تو یہ ایک گز کا فاصلہ بھی کیوں رکھا جاتا ہے۔

پ۔ بظاہر صرف اس لیے کہ غسل خانہ کا غلیظ پانی پاخانے کی پاک زمین کو ناپاک نہ کر سکے۔

ح۔ لیکن اس فصل سے پانی کو چھینٹوں سے بچا رہا جاتی ہوں گی۔

پ۔ چھینٹوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ کم از کم جب پانی سے ایک لوٹے کی [illegible] زمین بھیگ جائے اوس سے ناپاکی آجاتی ہے۔ [illegible] ان ایک بات تو میں سوال ہی کرنا بھول گیا غسل خانے میں ایک طرف کوایک [illegible] ہی [illegible] ہوتے ہیں جو غسل خانے میں [illegible] ہندوستانی صاحب بہادر کو پاخانے کی یاد دلاتے ہیں۔

ح۔ کچھ میں نہیں آتا کہ ہندوستانیت کا یہ [illegible] انگریزی غسل خانے میں کیوں ہوتا ہے۔

پ۔ [illegible] طرح ہندوستانیوں کا دخل انگریزی وضع میں ہوتا ہے [illegible] طرح ہندوستانی غسل خانوں کے [illegible] میں دخل انگریزی غسل خانوں میں ہوتا ہے۔ [illegible] شاید آپ کو یہ [illegible] بھی نہ ہو گا کہ انگریزی [illegible] نظیفی کی بنا پر انگریزی وضع کی کوٹھیوں اور بنگلوں [illegible] ہندوستانی صاحب بہادر [illegible] ایک بھنگی کا [illegible] ہوتا۔

[illegible]

بھنگی نہا دھو کر نماز پڑھتے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ کھانے پیتے ہیں۔

پ۔ لیکن یہاں نہانے دھونے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہندوستانی صاحب بہادر کا بھنگی اپنی خدمت [illegible] دینے کے درمیان میں صاحب بہادر کے لئے بسکٹ ڈبل روٹی اور پھل وغیرہ لا سکتا ہے اور اوسکو ہاتھ دھونے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ آپ کہینگے کہ چینی کے خشک برتن چھونے سے اوسکے ہاتھ نجس نہیں ہوتے تو میں عرض کرونگا کہ پاخانہ صاف کرنے کی جھاڑو سے اور پیشاب چھلکنے کی چھینٹوں سے بھی اوسکے ہاتھ ناپاک نہیں ہوتے۔

(باقی آئندہ)

راقم۔ [illegible] رستم از بدایون۔

الادباریات

(۱) [illegible] ہیں۔

[illegible] دیکھ کے ہمیں شیخ چلی صاحب مرحوم یاد آجاتے ہیں۔ حکایت مشہور ہے شاید کبھی پہلے لکھی گئی ہو مگر جو لوگ [illegible] نہیں [illegible] کی خاطر [illegible] میں عیب نہیں [illegible] کہتا ہے کہ جا رہے شیخ صاحب کی والدہ [illegible] نے شیخ صاحب [illegible] بازار کے وقت کہا [illegible] کر بیٹا دیکھو [illegible] جانے [illegible] اور [illegible] مجبور ہیں کہ ہر بات [illegible] خیال رکھنا۔ کہیں ایسا ہو کہ [illegible] بدنام کریں۔ [illegible] کہ سامنے [illegible] بات [illegible] اور [illegible] ہاتھ [illegible] کہ [illegible] [illegible] [illegible] بڑے [illegible] [illegible] شیخ جی [illegible] زبان پر [illegible] ماں کی [illegible] [illegible] جواب [illegible] [illegible] [illegible]

سالے نے کہا " بھائی کچھ تو کھا لیجیے " فرمایا " قرار کی شکایت ہے " بی بی نے کہا " یا اللہ اتنا غرور بھی اچھا نہیں ہوتا۔ ہمارا مزہ دیکھیے۔ سے دو دن کا تو ہوا " تنگ کے بولے " کوئی میں تمہارے بیان کا مکر گدا تو ہوں نہیں "

ایک دن گزرا دوسرا دن گزرا تیسرے دن بری حالت ہو گئی۔ مگر وہ ارے وضعداری انکار کیا تو پھر بات نہ بھری۔ رات آئی۔ سب اصرار کرکے تھک گئے اور سو رہے۔ شیخ جی نے لوٹا اوٹھایا پیشاب کرنے بیٹھے۔ قریب ہی مرغی کا دھابی تھی ہاتھ ڈال کے دیکھا تو ایک انڈا ہاتھ لگا۔ مگر آپ جانیے حالات کو اسی دسکون میں خلل پڑے اور مرغیاں بیٹ پٹا نہ بولیں۔ یہ تو ممکن نہیں۔ کٹ کٹ کٹاکج اور توبہ توبہ نے سوتوں کو جگایا۔ کسی نے کہا لیا [illegible]!!

کوئی [illegible] بڑے [illegible] [illegible] یہ ہنگامہ دیکھ کے [illegible] حیرت کھائی۔ انڈا [illegible] رکھا استنجا کیا۔ [illegible] طرف سے [illegible] تو پھر [illegible] نکل جائیگے۔ مگر [illegible] گیا [illegible] میاں یہ مرغیاں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ساتھ [illegible] مگر [illegible] زبان [illegible] جواب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہیں۔ [illegible] پلنگ سے [illegible] کوئی [illegible] کے [illegible] [illegible] اور تعجب کرتا ہے۔ کوئی [illegible]

اپنے گانون کو بھی انکے گانون کی شبیہ بتاتا ہے۔
اسی ہاؤ ہنگامے چل پون جھیم دھاڑ مین شیخ چلی سرنے بیل دھابلی کے اندر آفتاب کا انڈا دیا۔ محلے والے حال پرسی کے لیے آئے۔ نائی نشتر سمیت طلب ہوا۔ نشتر نے گال کی تھوڑی پر ایک ٹھونگ جو رسید کی تو تھوڑی ایک گال سے اور چاک کے دوسرے مین ہو رہی۔ نائی تھا زیرک سمجھ گیا کہ یہ چڑیل بھاگی بھاگی پھرتی ہے دب گئی۔ زدہ رامی تو ان زد۔ ایک نوک ادھر بھی جڑ دی۔ آخر منہ کھلا بشکل آسان ہوی۔ کچھ زردی کچھ سفیدی کرتے پر بہی

کہنے کو تو یہ ایک حکایت ہے۔ مگر اگر بتہ درس نصیحت و عبرت ہے باین معنی کہ سلیقہ ہر چیز مین شرط ہے اگر ہمارے شیخ چلی صاحب بیجا تکلف نہ فرماتے اور انڈا منہ مین رکھ لینے کے عوض شیخانی کے ذریعے کھانا منگا لیتے یا مچل جاتے کہ ہائے درد والے درد۔ کوئی پوچھتا تو کہتے ایک دفعہ اور بھی یہہ درد اٹھا تھا اور حکیم صاحب نے انڈے برابر استعمال کرنے کا حکم دیا تھا تو یقیناً بچے کی جگہ پکا خاگینہ چکھتے۔ مگر خدا سلامت رکھے بہو جڑیون کو۔ انکی بدولت جو کچھ ہو وہ تھوڑا ہے۔ ستمبر کے "امن" مین ایک صاحب "بیان واقعہ" کے عنوان سے اپنا شعر لکھتے ہین جو کمالت بے ساختگی، اونکی زبان سے نکلا شعر یہ ہے

تیرے دیوانے بھی ہین منتظر فصل بہار
ہاتھ ڈالے ہوے بیٹھے ہین گریبانون مین

اسی شعر کے بارے مین انکے بھائی صاحب لکھنو سے اپنے بھائی کو متنبہ کرتے ہین:۔

"رسالہ "نقاد" کا پرانا فائل دیکھ رہا تھا۔ جناب جلیل کی غزل نظر پڑی جسکا ایک شعر یہ ہے

منتظر موسم گل کے ہین ترے دیوانے
ہاتھ رکھے ہوے بیٹھے ہین گریبانون پر

لہذا التماس ہے کہ جو آپ کی تازہ غزل شایع ہوئی ہے اوس کا چوتھا شعر اپنی بیاض سے حذف کر دیجئے"

شاعر صاحب جواب دیتے ہین:۔

"آخر کیون؟ اگر جلیل القدر نے مجھسے پہلے اسی مضمون کو انھین الفاظ مین ادا کر دیا ہے تو صرف یہہ وجہ میرے لیئے اس شعر سے دست بردار ہو جانے کے واسطے کافی نہین۔ استاد نظام ہی اپنا شعر کیون نہ کاٹ ڈالین۔ اور میری فکر کا بعد کو اپنے سے مقدم



پولیٹکل ٹگ ووڈ اور متحرک پلیٹ فارم

تصور فرمالین اونکو اگر اپنی قوت متخیلہ پر اعتماد ہے تو مجھے بھی اپنے کلام سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کی طرف سے یہ سو ظنی نہین ہے کہ میری نسبت تو اور دسے زیادہ کوئی دوسری بدگمانی کرین"

اگر شاعر صاحب اپنے چھوٹے بھائی کی التماس پر توجہ فرماتے کہ آخر کیون اونھون نے بلا طلب یہہ مشورہ دیا تو ضرور عقل کی ہدایت سے اس حد تک پہونچ جاتے کہ شاعر صاحب کے کلام مین خالی انڈا منہ کے اندر رکھنے کا عیب نہین ہے بلکہ اور بھی کئی عیب ہین۔

(۱) "تیرے دیوانے بھی ہین منتظر فصل بہار" مین بھی سے کوئی فائدہ نہین، وہ حشو ہے۔

(۲) دوسرا مصرعہ ہے

ہاتھ ڈالے ہوے بیٹھے ہین گریبانون مین

یہہ مصرعہ خواہ مخواہ ایک محاورے کا خون کرتا ہے "گریبان مین ہاتھ ڈالنا" عموماً دہلی و لکھنؤ بلکہ تمام اہل سخن کے نزدیک شخص مقابل کے تہتک پر آمادگی" کے معنی مین مستعمل ہے۔ اور ماخذ یا ماخوذ عنہ اس شعر کا مین "شاعر معض" گریبان چاک کرنے کا اقدام" ہے۔

لہذا پورے شعر کے منہ مین انڈا ہے اودھر نشتر لگائیے چاہے اوس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ زردی اور سفیدی اس بیضہ مخفی کی پھوٹ نکلیگی "گریبان مین ہاتھ ڈالنا" اور "گریبان پر ہاتھ رکھنا" ایک ہی معنی نہین رکھتا۔ شاعر صاحب خیال فرمائین کہ اگر شیخ صاحب اندھیرے مین رات کے وقت دھابلی سے انڈا نکالنے کے لئے ہاتھ نہ ڈالتے تو پھر گٹ گٹ کتاخ کی آواز بلند ہوتی۔ نہ گال پھر نشانہ جراحت کی نوبت آتی۔ مضمون "بیان واقعہ" مرغیون کی گٹ گٹ کتاخ سے زیادہ فاضح ہے۔ چھوٹے بھائی نے خیر خواہی کی راہ سے مشورہ دیا تھا اگر اس مشورے پر عمل ہوتا تو بات بنانے اور دوسرون کی چوریان گنوانے کی ضرورت نہ ہوتی۔ مضمون "بیان واقعہ" مین جو بہت سے مضمون سے بھاگنے والون یا پرائے مال پر قبضہ کرنے والون کا تذکرہ ہے۔ بتاتا ہے کہ "ہمارا مال دوسرے نے ہتھیا لیا تو ہمین تیسرے شخص کی ملک پر قبضہ کرنے کا حق حاصل ہو گیا"!

پھر او سپر اکڑنا اور یہہ کہنا کہ "استاد نظام ہی اپنا شعر کیون نہ کاٹ ڈالین" ستم بالائے ستم ہے۔ اسے حضرت! استاد نظام نے اگر آپ کی سی غلطی کی ہوتی تو ہم اونھین بھی یہی مشورہ دیتے جو آپ کو

بھائی صاحب نے آپ کو دیا ہے۔

نقل اور اصلی کا فرق کھل ہی جاتا ہے۔ ایک ایرانی آغا پاؤ ذکی کے بیٹھے دو چار چاول داڑھی کی جھاڑی میں واشتون کے خوف سے چھپ رہے۔ باتمیز نوکر نے کہا آغا قربانت شوم بلبل گرسنہ است چہچہی کند جیزے باد بادہ۔ آغا سمجھ گئے داڑھی جھٹک دی۔ یہ عنوان کلام صاحب خانہ کو پسند آیا اپنے نوکر سے کہا دو آفتابہ چوکی پر رکھو" مگر یہ جانہ تھا بیت الخلا میں ہو پہنچ کے نوکر سے فرمایا" دیکھو تمیز دار نوکر ایسے ہوتے ہیں ایک تو ہے کہ بات کرنے کا سلیقہ نہیں۔ یاد رکھ اگر میری داڑھی میں کبھی چاول وغیرہ لگا ہین تو یونہیں تو بھی مجھسے کہنا" اتفاق صاحب خانہ بیت الخلا سے نکلے تو داڑھی کے بالون میں کوڑی کا جالا ہم جنس ہونے کی وجہ سے چمٹ گیا۔ جب آغا صاحب اپنی جگہ پر متمکن ہوئے۔ نوکر نے دست بستہ عرض کی آغا قربانت شوم شما انچہ مین گفتہ بودید جان بندے دادہ است۔ بلبل چہچہی کند ریش را مکان بدہ تا هر چہ در بیت الخلا خوردہ بر ترزد" یعنی دماغ سے نکلی ہوی بات کا کیا کہنا۔ اگر اپنا دماغ مفلس ہو تو چہر ہنرمند اور سلیقہ شعار کی دور یادہ پرانی بات اپنا کر لیتا ہے اور کسی کے بنائے کچھ نہیں بنتی۔ نیفے میں گمی چھپائے اوس کے پاس بیٹھنا بیوقوفی ہے۔

(۲) اہانت مجرمانہ:-

ایک اڈیٹر اگر بے دیکھے بھالے مضمون نگار کی خوشامد یا پاس خاطر سے ارنگ برنگ مضمون چھاپ دے تو یقیناً وہ اہانت مجرمانہ کا مرتکب ہوا اور ایسی حرکت ضرور زبان کے حق میں مضر ہوگی۔

اکتوبر کے "نگار" میں بایں عنوان ایک بے حاصل افسانہ شایع ہوا ہے۔ جس کے بارے میں ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ لکھنے والا تو اپنی استعداد سے واقف نہیں اور بزعم خود مصنف ہے اگر وہ اچھے کاغذ کو ردی بنا دیتا تو مضایقہ نہیں۔ یہہ جناب اڈیٹر کو کیا ہوا تھا جو آپ نے اتنا کاغذ برباد کر دیا۔ سنئے ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ اہانت مجرمانہ "عبرت واقعہ" ہونے کے لحاظ سے دیکھنے کے قابل یہہ جملہ کہ وہ صرف اس لحاظ سے دیکھنے کے قابل ہے کہ مصنف صاحب نے زبان کا ایک بہتا نمونہ پیش کیا ہے اور اڈیٹر صاحب نے اس عیب کو خوبی واقعہ کی آڑ میں قبول فرما لیا ہے۔

خوبیان ملاحظہ فرمایئے۔ عابد اور محمود خفیہ پولیس کے گرگے آپس میں بہت محبت رکھتے ہیں محمود ایک صاحب عیال شخص ہے مگر بڑھاپے میں عشق چراتا ہے اور عابد کی اعانت سے کسی شریف عورت کو گھر سے بھگا لیجاتا ہے دونوں پولیس کے گرگے ہیں ڈاڑھی غلط مرتب کرتے ہیں اور اس سے فائدہ اوٹھا کے ملوم بری ہو جاتے ہیں جس ان برائت کا حکم ہوتا ہے اوسی روز میان محمود طاعون میں مبتلا ہوتے اور شہید ہو جاتے ہیں مگر مرتے مرتے جورو کے بہڑوے بنتے ہیں یعنی عابد کے عشق کمال وتجرد و محبت کی توصیف زوجہ ثانیہ کے سامنے کرتے اور سفارش فرماتے ہیں کہ اوس شخص کے بعد تم بیٹھی نہ رہنا عابد سے نکاح کر لینا۔ محمود کے دفن کے بعد جب عابد آتا ہے تو باپ اور بھائی کو مل کے بیاہ کر آتے دل مشتہ قہر بھی طاعون میں مبتلا ہو کے جہنم آباد کرتی ہے اور میان عابد صاحب اس جرئیل کے باپ اور بھائی کو ہٹا کے تو دلہن کے وارث بن بیٹھتے ہیں اوسکی لاش قبر میں اوتارتے اور اس مردار کے جائی سے فرماتے ہیں۔

"میان! اپنے گھر سے نکلتے وقت اسے مدد دی۔ گھی میں سوار کرایا۔ نکاح میں گواہ بنا اور اب گور میں اوتارا ہاہون۔"

ان مضبوط دلایل وجوہ استحقاق پر انسانیت ختم ہو جاتا ہے۔ باپ بھی بے حیا بھائی بھی بے غیرت کہ غیر آدمی کو بیٹی اور بہن کی لاش چھونے دیتا ہے۔ اور ان میں سے کوئی ان وجوہ استحقاق کو غلط نہیں کہتا۔ خدا جانے یہہ مسلمانوں کا تذکرہ ہے یا کسی اور مذہب والوں کا۔ داو دے دیکھنے کے قابل واقعہ ہے۔

ایسے واقعات اگر دیکھنے کے قابل اور اشاعت کے لائق ہین تو بیکار جناب مدیر نے مضمون نویسوں کو متنبہ کرنے کی زحمت گوارا فرمائی۔

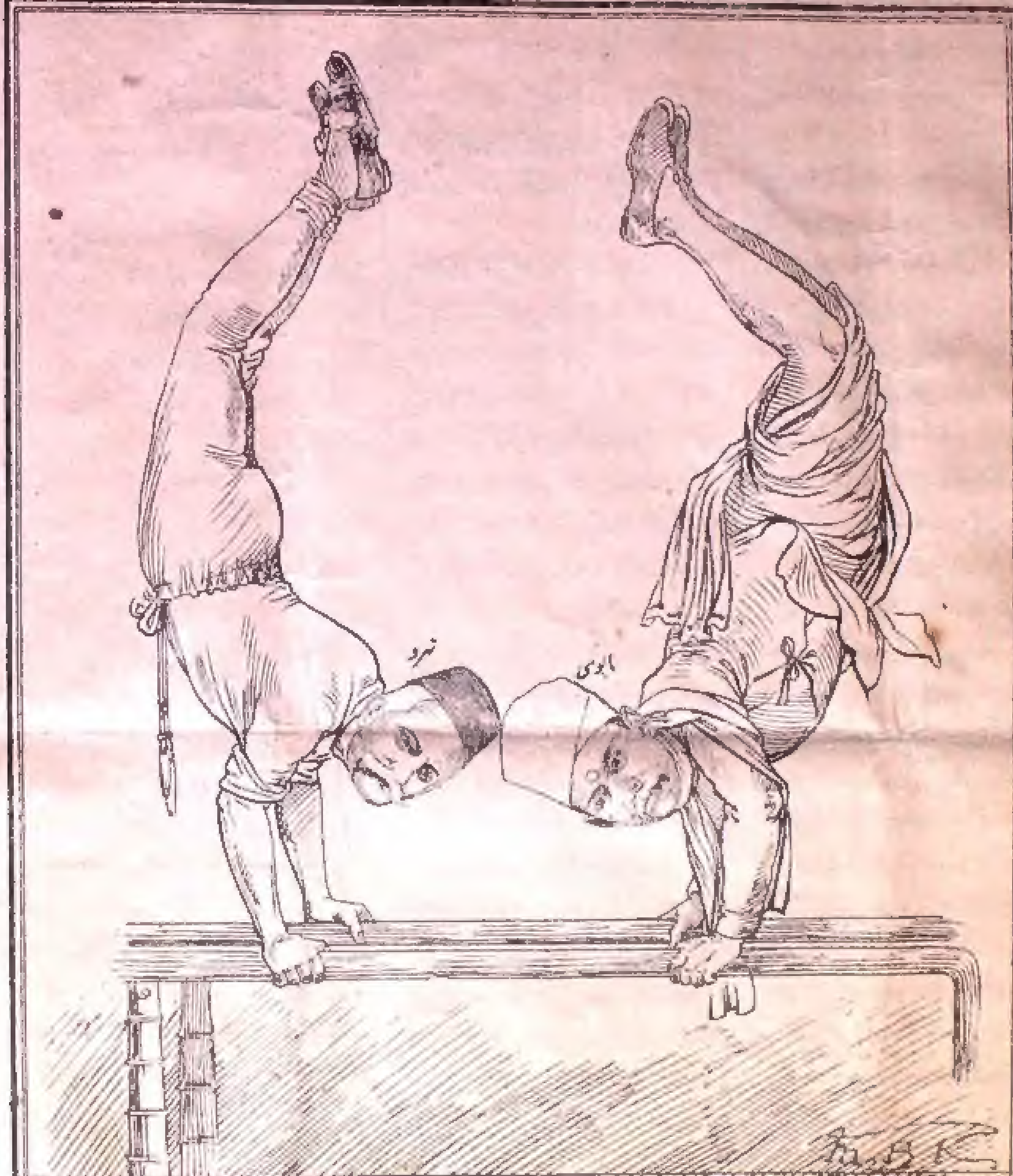
"ہم ناقابل اشاعت مضامین کو واپس نہین کرتے"

ضمین کرتا دو کہ میں ذاکرین کے مستفیض کو اس امر کی اطلاع ضرور دیتا ہوں کہ وہ اشاعت کا انتظار فرمائیں۔ ....

وہ پہلے ہی غور کر لیا کرین کہ نگار میں جس معیار کے مضامین شایع ہوتے ہیں اوس معیار پر اون کا مرسلہ مضمون پورا اترتا ہے یا نہیں۔ اے حضرت اس قسم کے قابل دید واقعات شہر آباد شہر میں روزانہ ہوتے رہتے ہیں۔ صرف قبرستان اور پولیس اسٹیشنوں کی خاک چھانتی پڑیگی۔ مندرج کا معیار یہی ہے تو یہ دعوے بھی غلط معلوم ہوتا ہے۔ "جو مضامین قابل اشاعت قرار دیے جاتے ہین اون کا اوسطا دس فی صدی بھی نہیں ہوتا۔"

(۳) حسن عبارت:-

اگر وضو سے قبل تار بھوڑا نکلنے سے پیشتر آپریشن۔ پیدائش سے پہلے ختنے۔ اور آبدست کے بعد اجابت کی منطق صحیح ہے تو اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ تعلیلاً نگریزی نقل قول کو نام قایل پر مقدم رکھنا چاروں چوبوں سے درست ہے۔ بہرحال حسن عبارت کے لئے ایک والا تبار غازہ ہے۔ گالوں پر پڑی چھریاں اور جھائیں وهبا داغ کلونس رہا سہا چیچک کے نشان کا فور۔ جمال انشا پر داڑی پر چوڈ ہوین کا چاند نثار۔ مثلاً۔ "وہ میں پیشاب سے فارغ ہو گیا استنجے کیلئے ڈھیلا درکار ہے جائی نہیں ایک ڈھیلا ڈھونڈ ھ لاؤ" میان کریم نے کمر بند پکڑے ہوئے کہا "پاسرار بیٹے ہیں" تو ڈھیلا اور جلدی چلو زیادہ دیر تک میاں میں بیٹھنے کی ۔۔۔



"کھلاڑی"

"یہ مقابلہ ہرگز نہیں ہے۔ اپنا اپنا کھیل ہے۔ ذیل سادھنے کا انداز دیکھ لو۔ ہاں ٹوپی اور پگڑی پھٹ جائے تو بات ہی دوسری ہے۔"

ڈھیلا دیتے ہوئے مجید نے کہا اور سختی سے۔ کریم نے کہا "وہ چلے چلو۔" "ہم بھی چلتے ہیں" مجید نے کہا۔ قہقہہ لگا کر۔ اور ساتھ ہی سب کے سب روانہ ہوئے۔

(۴) عربیت:۔

آجکل اردو جرائد پر "عربیت" کا بھوت بری طرح سوار ہو گیا ہے بعض اخبار نویسوں نے سنی سنائی آیتوں حدیثوں کو بے محل استعمال کرنا۔ بدا خلاقی اور غلط سلط ترجمہ کر دینا پہلے ہی سے اختیار فرما لیا ہے چنانچہ ایک اخبار نویس صاحب صاحب بھرے مجمع میں کہہ بیٹھے "نوح پیغمبر نے اپنے بیٹے کی نسبت کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے خدا نے جواب دیا وہ تیرا بیٹا ہرگز نہیں ہے" یہ گویا "عمل غیر صالح" کا ترجمہ تھا اسے نیم ملائی صحبت کا اثر خیال فرمائیے تو "بُرد بیگیٹا" کو "بردیفنڈ" لکھنا ضرور شہدوں کی صحبت کا اثر ہے جو ایک گنڈے (آنہ) کے جگہ ایک غنڈا کہتے ہیں۔ یا بازاری جہلا کی تقلید ہے جو گنڈے (غیر شریف) کو غنڈا کہتے ہیں۔ انسے کون کہے کہ بھائی اگر تعریب ہی ضروری ہے تو قاعدہ عرب کو نہ بگاڑو۔ نہ دو غنڈہ یا بدو لغندہ لکھو۔ یہ آدھا تیتر آدھا بٹیر کیسا کہ پ اور ڈ تو بجائے خود باقی ہے مگر ساری وحشی گ کے ساتھ بری جاتی ہے اور یونہی گ سے باپ لانے کا تیر ہے تو بہتر ہے اردو لفظوں سے بھی گ نکال ڈالو اور نہیں سیا را نہ کا نقد ہو غا ئم خود ہیں کو نہیں غنڈے والے بہت خوش کھائیں گے لفظوں سے بیزار ہو جائیں۔ فلان شخص اپنے غادرن تھا ایک اشیخ (توتلے) حکیم اپنی زبان کا عیب اسطرح چھپاتے تھے کہ قل ہفتہ تشیری یا بجی غاو زبان بھرے چھوٹے چھوٹے بھائی سلسے لکھتے ہیں مگر ان بچاروں نے بھی جو ک زبو حروف نہیں کہا جب کہتے تھے قبول ہو جس طرح کہتے تھے کہ زبان سے نکلتا ہی نہ تھا کلام ہی ز قرت میں ہوگئے۔

بہر حال خدا ان بڑی ایجادوں سے اردو کو بچائے اور ان لوگوں کو عقل دے جو بیسے سمجھے بوجھے ہر ایک بیہودہ اور لغو ایجاد کو قبول کر لیتے ہیں۔ اور تقلید کی حرص میں اتنا بھی فراست سے کام نہیں لیتے کہ ہم جسکی پیروی کرتے ہیں خود اسکی کیا حیثیت ہے کیجئے تقلید ہی کرتے ہیں تو فرست ہی کا تقلید کیجئے میں (راقی آئندہ)

مولانا پنچ کی نوٹ بک

نقارے کی جگہ تاشا

ایک تھا اونٹ اوسکے پیچھے لڑکوں نے تاشا بجانا شروع کیا "ڈگڑ ڈگڑ" کی صدا سنکر اونٹ نے گردن پھیری اور کہا:۔

"کیا تاشا بجاتے ہو۔ اس ناچیز کے کوہان پر معلوم نہیں کتنے نقارے بج چکے ہیں تم تھا سا تاشا لے پھرتے ہو" سنتے ہیں کہ امروہے میں شیعہ کانفرنس کا جلسہ ہوا اور جلسے میں سکریٹری وجوائنٹ سکریٹری شیعہ کالج پر عدم اعتماد کا رزولیوشن پاس کیا گیا۔ یہ تاشے اور نقارے کا مقابلہ ہے جب شاہ رفاہ عام کے مقبرے میں شیعہ کالج کی انتظامی مشین کے اونٹ پر نقارے بجائے گئے اور خبر نہ ہوئی تو اس تاشے کی "ڈگڑ ڈگڑ" کیا مؤثر ہوگی۔

بقول ابو المضحکین کے "دو سو گئے بیسرے ڈنڈے بھرگئے" منہ پر پھیری لوٹی تو کیا کریگا کوئی" اسوقت تک شیعہ کالج علیہ الرحمہ یا تو لوازم موروثیت میں داخل ہیں جہاں چار کہار ہیں ایک پینس ہے ایک گھڑی ہے۔ سامنے آئینہ ہے۔ سر پر عمامہ ہے شمس العلما کا لقب ہے۔ پاؤں میں شتری پشت کی سنگی صاحبزادی کی کفش کھنچتی ہے۔ وہان ایک شیعہ کالج بھی کوتل ہمراہ ہے۔ یا لوازم ریاست میں شامل ہیں۔ جہان ایک متزلزل موروثی ریاست ہے نائٹ ہڈ اور خان بہادری سے نسبی انتساب ہے۔ جوانی ہے ملازم ہیں۔ خوشامدی صاحب ہیں۔ شتری دامہ ہے۔ جعفری علامہ ہے۔ وہان ایک الستی مچھوٹ کی لگا ہوانی بھی ہے۔ اس ہما کو بقال کی دکان کا الو سمجھئے ایک بادشاہ کو پنڈت نے بتایا کہ تم الو کی جان روز لیا کرو تو بچو گے۔ دور دور سے لوگ الو پھانس کے لے جاتے اور اشرفیان انعام میں پاتے کسی بنیے نے بھی دو روپیہ کا الو خرید لیا مگر بدقسمتی دیکھئے کہ بادشاہ کا قران صحب ختم ہو گیا۔ بوم کشی موقوف ہوئی۔ الو جیون کا تیون دوکان پر لٹکا رہا آپ جانیے

روپیہ پھنسے اور بنیا چپ رہے یہ ممکن نہیں۔ ادھر کوئی آٹا دال خریدنے آیا اور انھوں نے جنس تجارت کی فہرست پیش کر دی "آٹا ہے۔ دال ہے۔ نمک ہے۔ ہلدی ہے۔ کھٹائی ہے۔ مرچین ہیں۔ دھنیا ہے۔ اور سنا صاحب یک الو بھی ہے۔ اگر قوم چاہتی ہے کہ یہ ہما" الو نہ بنے تو اوسے کچہری اور قانون سے مدد لینی چاہیئے۔ تاشے ڈھول سے کام نہ چلیگا۔ یا پھر معززین کا ایک گروہ لوکل گورنمنٹ کے پاس بے رو رعایت تمام شکایتیں لے جائے۔ مروت کو بالائے طاق رکھے اور سارا کچا چٹھا کہہ سنائے۔ تو شاید کچھ اثر ہو۔

ہندیوں کی تہذیب

عجب دل لگی ہے۔ کسی پہلو چین نہیں۔ جمہوریت بھی لغو اور شخصیت بھی مہمل۔ قیصر جرمنی کی شخصیت اہل جرمن کی آنکھوں میں کھٹک رہی تھی۔ برطانوی موچنے اور امریکی زنبور نے یہ خار نکال پھینکا۔ "خانۂ خالی را دیو می گیرد" بالشویک میدان صاف دیکھ کے چڑھ دوڑے۔ اب دو گروہ ہیں غلامان قیصر اور مزدور۔ انکے آپس میں چشمک چلتی رہتی ہے چنانچہ ۱۲ اکتوبر کو جب خاندان قیصر کے وثیقہ دار جاگیر کا

ہونے لگی۔ پارلیمنٹ صدر نے بیچ بچاؤ کیا۔ لڑائی بند کی۔ ہال میں قفل لگا مگر پھر ایسے خفا ہوئے ہوئے تھے کہ گتھ گئے کتابیں میزیں کرسیاں سپاہی کی ٹوپیاں آپس میں اِدھر اُدھر چلنے لگیں۔ بن گئیں۔ دس بالشویک چار پائے باہر کھینچ گئے انھوں نے بالا سر پر اٹھا لیا تھا۔ جناب صدر نائب صدر پر سپاہی کی ٹوپیاں اسقدر برسیں کہ کاکا تو تھا سے کروکُن تا ہو گئے۔ اب یہ مسئلہ تقریباً طے ہو گیا کہ قیصر کو ذرا زیادہ کر دو مبارک سالانہ پنشن ملیگی دو تین محلوں اور ایک شکارگاہ پر قبضہ دیا جائیگا دیکھئے یہ سب زبانی جمع خرچ ہے یا کچھ اصلیت بھی ہے۔

جرمنی تو گئے ابی سینی میں وہ سب میں تعلیم یافتہ بگڑنے میں بھی بن جائینگے۔ ہماری نگاہ تو آجکل ایران کی طرف ہے یہاں جمہوریت و شخصیت کا مقابلہ نہیں ایک شاہی خاندان دوسرے شاہی خاندان سے برسرپیکار ہے۔ پلاؤ خور آغا اور ملا پائے تیار کرتے اور جوڑ پیڑ لگانے میں مصروف ہیں۔ بالشویک الگ جان کے گاہک ہیں اور سال شور جان بل الگ ٹکٹکی لگائے منتظر وقت ہیں۔ جرمنی پائے میں تو سپاہی کی ٹوپیاں اور تھالیں وہ پھر آ جائیگی۔ یہاں کفش و تیغ کی جنگ نہ چھڑ جائے۔

الحمد للّٰہ / مختصرات

بے شریف توفیق صاحب پھر بن بلائے احمقوں کی طرح یہاں نازل ہوئے ہیں دل لگی بازوں کو دیکھئے کہ وہ پیچھا نہیں چھوڑتے اور عقیدہ بھی کوئی چیز سمجھتے ہیں۔ انھوں نے چند باتیں نئی کہیں۔ ایک یہ کہ مسجد جن و مسجد بوقبیس کھود ڈالی گئی اگرچہ بقول ندوی وہ تو تصنیف تھیں۔ دوسرے یہ کہ نجو قتہ نماز کے علاوہ اور کوئی نماز مسجد میں نہیں پڑھ سکتے۔ تیسرے یہ کہ اہل مصر جدہ سے مکہ تک ریلوے بنانے پر آمادہ تھے مگر یہ تجویز اسوجہ سے مسترد ہو گئی کہ اسکی تہ میں انگریز تھے۔ بھلا انگریزوں کی بات وہ ابن سعود ہز ہائنس اسٹار آف انڈیا بھی بات ناممکن ہے۔

ایک خبط الحواس ملک کا غذ اخبار فرماتے ہیں کہ دیکھو ابن سعود کو نہ چھیڑو۔ کہیں ایسا نہو کہ حجاز کے غیر مسلم حکومتوں سے مدد مانگے۔ دوسرے صاحب ایمان اخبار نویس صاحب جواب دیتے ہیں کہ الکفر ملت واحدہ جیسے ابن سعود ویسے مسٹر ہیوگ حجاز اب بھی نامسلموں کے ہاتھ میں ہے۔ بھئی ہیں دونوں ظریف مگر سوال یہ ہے کہ ایسا بے ایمان جو ذاتی عداوت پر حجاز کو بیچ ڈالے قابل عزت ہے یا نہیں؟

اب کمال معراج ہوئی۔ ترکوں نے عربی حروف کی جگہ لاطینی حروف لکھنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ ایک ہمارے ہندوستانی مسلمان ہیں کہ ہندی اور اردو رسم الخط پر کٹے مرتے ہیں۔ کسی طرح یکسوئی حاصل نہیں کرتے جو روز روز کی جوتی پیزار سے نجات ملے۔

ہمارے بالفور صاحب کی کمان تو آدمی سے چاز بانس کی ہوئی جاتی ہے کیا معنی کہ یہودی اپنے مذہبی وطن فلسطین سے برابر ہجرت کر رہے ہیں یہ بالفور صاحب ہی کی جو دی تھی کہ اِدھر اُدھر سے یہودیوں کو ابھارتے اور شام میں بساتے تھے۔ اب یہ دھاڑے کا دھاڑا جو ہجرت کے مزے دوسروں سے بیان کریگا تو بتائیے کون ایدھر ادھر رُخ کریگا۔

بے شریف صاحب فرماتے ہیں کہ انسداد حج سے ابن سعود کا کوئی بھی نقصان نہوگا۔ ہندی حاجی کنگلے، فقیر محتاج ہوتے ہیں۔ گئے تو کیا نہ گئے تو کیا۔ نقصان ہے تو نہیں ہندوستانیوں کا ہے۔ فیض اخوت اہل نجد سے پھر محروم ہو جائینگے جس کے علاوہ بخشش اور نجات کی دوسری صورت ہی نہیں۔

اس سے بڑھ کے ہندوستانی مسلمانوں کیلئے اور کون نوید ہوگی کہ حضرت مولانا شوکت علی حجازیں صاحب اختیار ہو گئے۔ پانچ ہزار روپیہ سالانہ مسجد و حرم نبوی کیلئے ہندوستانیوں سے طلب فرماتے ہیں اور غالباً آپ یہاں بھیجئے

جو کچھ ارشاد فرمائینگے اوسکی تعمیل ہو جائیگی۔ شریعت نجد یہ میں قبور کے مصارف داخل اسراف نہیں ہیں۔ بارہا اسکا تجربہ ہوا۔ لہذا علی ابی علی ایجنڈہ۔ نے علی ایجنڈہ۔ مولانا تمہاری طرف سے زبان ہار چکے۔ تنہا ہو۔ اور لاچار کو۔ سوم نہ کو۔

مدیر حبل المتین کلکتہ کی صاحبزادی سال اول کے قانونی امتحان میں کامیاب ہوئیں۔ خدا مبارک کرے۔ آپ نے پردے میں امتحان دیا مگر جب وکالت کا وقت آئیگا تو کیا ہوگا؟ نفقہ واجب سے جان چرا دے اے نفس پرست شوہروں کو ہوشیار رہنا چاہئے۔ قانون کی جوتی تکلی یا پوش نہیں ہے۔ اگر طبقہ نسواں اس اوزار سے مسلح ہو گیا تو چند یا کو حجام کی ضرورت نہ رہیگی۔

خوشی کی بات ہے کہ نائیوں نے بھی کسوت سنبھالی اب خلقت کو مونڈنے کے لئے سامان فراہم ہو گئے۔ رہتک میں بڑی دھوم سے نائیوں کی کانفرنس ہوئی۔ ابھی رزولیوشن کی کھونٹیاں نہیں نکلی ہیں آئندہ ہفتہ نکل آئینگی اوسوقت دیکھینگے کہ اصلاح کی تدبیریں کیا سوچی گئی ہیں۔

سنتے ہیں کہ مسٹر ڈیسائی پر لوگوں نے جڑاؤ کام کر دیا واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ٹھاکر بھوانی سنگھ میونسپلٹی کے چیرمین تجویز کئے گئے۔ مسٹر ڈیسائی نے انتخاب سے قبل جلوس ماتمی نکالا۔ لوگ جلتے بھنے تھے انھوں نے جلوس میں سوگ کا اضافہ کر دیا یعنی مسٹر پر پل پڑے۔ ہاتھ پاؤں کی دل لگی کس کام کی۔ وہ تو کہئے پولیس نے مدد کی ورنہ بالکل بھوانی کی بھینٹ ہو گئے تھے۔

شیعہ کالج ابھی تک منقولہ جائداد میں شمار ہوتا ہے۔ اس لئے کہ عمارت نہیں بنی۔ اور شاذ و نادر تو ہی۔ دوسرے یہ کہ لکھنؤ کی ہوا راس نہیں آئی۔ چنانچہ ایک شیعہ کانفرنس میں یہ تجویز پاس ہوئی ہے کہ لکھنؤ سے کالج بدر کیا جائے۔ دیکھئے آب و دانہ کہاں لیجاتا ہے۔ پچھم یا پورب یا اور بے سہارا ہی۔

۱۹۲۶ء رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳ - اودھ پنچ لکھنؤ ۸